www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق وتنقید

پروفیسر محمد دین قاسمی

'طلوعِ اسلام' کے حضور

به جواب 'محدث' کی خدمت میں

منکرین حدیث کی طرف سے طلوعِ اسلام، مئی ۲۰۰۵ء میں مولوی ازہر عباس (فاضل درسِ نظامی) کی قلم سے قرآن فہمی کے سلسلہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں مولانا زاہد الراشدی کے اس موقف کی تردید کی گئی تھی کہ قرآن فہمی کے لیے اگرچہ لغت اور دورِ نزولِ قرآن کا جاہلی ادب بھی معاون ہے، لیکن اس کا اصل انحصار، بہر حال مہبطِ وحی ﷺ ہی کی تشریحات پر ہے، کیونکہ آپؐ مامور من اللہ شارح بھی تھے اور شارع بھی۔ مولوی ازہر عباس صاحب نے جو منکرین حدیث کے موقف کے ترجمان ہیں، اس پر 'روایت پرستی' کا لیبل چسپاں کرتے ہوئے اعتراضات واشکالات پیش کیے تھے۔ میں نے ان میں سے تقریباً ہر ایک اعتراض کا جواب منکرین حدیث اور بالخصوص پرویز صاحب کے لٹریچر سے فراہم کیا تھا، لیکن چونکہ پرویز صاحب کا سارا لٹریچر، تضادات وتناقضات سے اَٹا پڑا ہے جو منکرین حدیث کے لیے وجہ پریشانی ہے، اس لیے جب میں نے ان لوگوں کے موقف کی تردید خود پرویز صاحب کی عبارتوں سے کی تو ایک طرف قارئین 'محدث' میں سے بعض علما نے مضمون پڑھتے ہی مدیر 'محدث' کو بذریعہ ٹیلیفون یہ تبصرہ کیا کہ قاسمی صاحب کے اس نوعیت کے مضامین بہت مفید ہیں، ان کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے اور دوسری طرف وابستگانِ طلوع اسلام سٹپٹا اٹھے اور مولوی ازہر عباس صاحب نے میرے اندازِ نگارش کو میری مناظرانہ خو قرار دیا۔ میرے مضمون کے جواب میں جو کچھ اُنہوں نے فرمایا، اسے میں مندرجہ دس نکات کی صورت میں پیش کرتے ہوئے ان پر اپنا نقد وتبصرہ پیش کر رہا ہوں:

پہلا نکتہ: وہ اپنے پہلے نکتہ میں فرماتے ہیں:

"مجھے اپنی اس خامی کے اعتراف کرنے میں کوئی شرمندگی نہیں ہوتی کہ میں بنیادی طور پر

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

طبعاً مناظر واقع نہیں ہوا ہوں، میری طبیعت مناظرے سے اِبا کرتی ہے۔ مناظرہ حق و باطل کا معیار نہیں ہوتا۔ یہ محض (Mental Gymnastic) ہوتا ہے۔ اس سے مناظر کی انا (Ego) کو تسکین ہوتی ہے کہ میں نے مقابل کو ہرا دیا ہے۔ اس لیے اس مضمون میں پیش نظر مناظرہ ہے، نہ خدانخواستہ اپنے بزرگ بھائی پروفیسر محمد دین قاسمی صاحب کو شکست دینے کا خیال۔ مقصد صرف احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہے، جس کا طریقہ بھی پیش خدمتِ عالی کر دیا گیا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ پروفیسر صاحب عالم ہیں۔''[1]

امرِ واقعہ یہ ہے کہ نہ تو میں کوئی مناظر ہوں اور نہ ہی عالم۔ مولوی از ہر عباس صاحب کو میرے مقالہ میں پرویز صاحب کے قدیم وجدید متعدد اقتباسات کو دیکھ کر شاید یہ سوے فہم لاحق ہوا ہے کہ میں کوئی مناظر ہوں، حالانکہ حقیقت صرف یہ ہے کہ میں اپنے دینی ذوق کی بنا پر کھلے دل سے ہر مکتبِ فکر کا مطالعہ کرتا ہوں۔ البتہ اگر میں کسی کو برسر غلطی جان کر، اس کی تردید کرنا ضروری سمجھوں تو میں سرسری مطالعہ پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کے بارے میں وسیع معلومات فراہم کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور جب تک قابل لحاظ حد تک معلومات حاصل نہ کر لوں، اُس کی تردید میں قلم نہیں اٹھاتا۔

پھر یہ مناظرہ بازی کا فن، ان سیکولر اداروں کے مزاج اور نصاب سے قطعی میل نہیں کھاتا جن میں، میں زیر تعلیم رہا ہوں۔ رہے وہ دینی مدارس جن میں سے کسی میں داخل ہو کر مولوی صاحب موصوف نے خود تعلیم پائی ہے اور فاضل درس نظامی بنے ہیں تو ان کے ماحول اور مزاج سے وہ خود مجھ سے کہیں زیادہ واقف وشناساں ہیں۔ اور میں عالم بھی نہیں ہوں صرف ایسا دینی طالب علم ہوں جس نے علما کرام کی خدمت میں بیٹھنے کے سبب مطالعہ قرآن کا شغف پایا ہے۔ تاہم یہ میرے مزاج کی انفرادیت ہے کہ میں یک رخے مطالعہ کے سانچے میں اپنے دل ودماغ کو ڈھال لینا خلافِ عدل اور تنگ نظری سمجھتا ہوں۔ مجھے ہرگز ہرگز یہ پسند نہیں ہے کہ میں خود کو کسی خاص خول میں اس طرح مقید اور محبوس کر لوں کہ کسی دوسرے شخص کے موقف کی (خواہ وہ موقف کتنا ہی روشن ہو) کوئی کرن مجھ تک راہ نہ پا سکے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ بربنائے دلیل جس چیز کو وزنی پاؤں، اسے اپنا لوں۔

دوسرا نکتہ: اپنے دوسرے نکتہ میں مولوی صاحب موصوف، اُمتِ مسلمہ میں برداشت

---

① طلوع اسلام، نومبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۱

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور رواداری کے نہ ہونے پر یوں اظہارِ تاسف فرماتے ہیں:

"ہماری بد قسمتی کہ پاکستان میں اس درجہ رواداری کا ماحول پیدا نہیں ہوسکتا، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اکثر وبیشتر یورپین ممالک، جنہیں ہم بروقت برا کہتے ہیں، ان میں اسی طرح کی رواداری برتی جاتی ہے۔"(۲)

مولوی صاحب موصوف اہل پاکستان کی بد قسمتی پر اظہارِ افسوس کرنے میں حق بجانب ہیں کہ پاکستان میں سیکولر حکومتوں کی بالعموم اور جناب پرویز صاحب کی بالخصوص پر زور کوششوں کے باوجود اس درجہ رواداری کا ماحول پیدا نہیں ہوسکا کہ لوگ، قرآن بلا محمدؐ اور کتاب بلا رسول کے 'مسلکِ معقول' کو قبول کر پائیں اور میانوالی کے لوگ، منکرین حدیث کے جنازوں میں شریک ہوسکیں اور رسول اللہ کی اطاعت سے منہ موڑ کر (قرآن کے نام کی آڑ میں) پرویز صاحب کی پیروی پر آمادہ ہو جائیں اور 'مفکر قرآن' کے اکاذیب واباطیل کو حقائق قرار دے سکیں۔

اہل یورپ اور اہل مغرب کی رواداری پر اُنہیں اگر طلوعِ اسلام داد نہ دے تو اور کون ستائش کرے جو پرویز صاحب کو پاکستان میں سب سے بڑا فعال ریفارمر قرار دیتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کے نزدیک تو رواداری کے اعتبار سے 'خوش قسمتی' کا وہ دور ہوگا، جب لوگ اشتراکیت کو نظامِ ربوبیت کے نام سے قبول کر لیں گے اور قرآنی ایمانیات کی فہرست میں 'انسانی ذات پر ایمان' کے خود ساختہ عقیدہ کو ٹھنڈے پیٹوں گوارا کر لیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد فرمودہ «والقدر خيره وشره من الله تعالىٰ» کے الفاظ کو 'عجمی سازش' کا نتیجہ قرار دیں گے۔ اور معیارِ اخلاق اس قدر ترقی کر جائے کہ جھوٹے کو جھوٹا اور بددیانت کو بددیانت کہنا بھی غیر اخلاقی طرزِ عمل کہلائے گا۔ بقول اکبرالہ آبادیؒ

مغوی کو برا مت کہو، ترغیب ہے یہ ۔۔۔ میں کس سے کہوں، نفس کی ترغیب ہے یہ
شیطان کو رجیم کہہ دیا تھا اک دن ۔۔۔ اِک شور اٹھا، خلافِ تہذیب ہے یہ

تیسرا نکتہ: اپنے تیسرے نکتہ میں مولوی صاحب فرماتے ہیں:

"ہم سب قرآن کے خادم وعاشق ہیں......"(۳)

ماشاء اللہ! قرآن کے خادم وعاشق ہونے کا یہ کیا ہی خوب تقاضا ہے کہ کتاب اللہ کے جعلی پرمٹ پر مغرب کی معاشرت کے ان جملہ اجزا کو درآمد کرلیا جائے جنہیں اگرچہ پرویز صاحب

(۲) طلوع اسلام، نومبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۱ (۳) طلوع اسلام، نومبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۱

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نے بڑی جانگسل مشقتوں کے ساتھ قرآن سے نچوڑ ڈالا ہے، مگر اہل مغرب بغیر کسی قرآن کے انہیں اپنائے ہوئے ہیں۔ مخلوط تعلیم، مخلوط سوسائٹی، ترکِ حجاب ونقاب، مرد وزَن کی مطلق اور کامل مساوات، درونِ خانہ فرائض نسواں کی بجائے، اُنہیں بیرونِ خانہ مشاغل میں منہمک کرنا، تعددِ ازواج کو معیوب قرار دینا وغیرہ میں سے آخر وہ کون سی چیز ہے جسے قرآن کے یہ عشاق وخدام تہذیبِ مغرب سے اخذ نہیں کر رہے ہیں۔ رہا معاشی نظام تو وہ تو پورے کا پورا، اشتراکیت ہی سے لے کر اس پر 'قرآنی نظامِ ربوبیت' کا لیبل چسپاں کر دیا گیا ہے۔ اس کارروائی کے بعد، یہ خدامِ قرآن اور عشاقِ کتاب اللہ، گنگا وجمنا کو کوثر وتسنیم قرار دے کر خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمارے 'مفکرِ قرآن' کی 'قرآنی بصیرت' نے 'اجتہاد' کا حق ادا کر دیا ہے اور قرآن مجید کو 'روشن دور' کی ایک راہنما کتاب ثابت کرتے ہوئے اسے اس الزام سے بالاتر کر دیا ہے کہ وہ ماضی کے 'تاریک دور' کی کتاب ہے۔

چوتھا نکتہ: اس کے بعد اپنے تیسرے نکتہ کے تسلسل میں کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

> ''ہم سب... مسلمانوں کے زوال وادبار پر آنسو بہاتے ہیں۔ ان کی ترقی وخوشحالی کے خواہاں ہیں۔ سب پاکستانی ہیں؛ صرف نظریات کے اختلاف سے کیسی دشمنی اور کیسی مغایرت؟ ہم سب ایک اُمت ہیں اور اُمتِ واحدہ۔''④

یہ بالکل وہی انداز ہے جو مرزائی حضرات خود کو اُمتِ مسلمہ میں شامل اور باور کروانے کے لیے اختیار کیا کرتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ لب ولہجہ کی یہ نرمی اور ملائمت اس طلوعِ اسلام میں پیش کی جارہی ہے جس میں پرویز صاحب سب وشتم اور دشنام طرازی کو ایک فن کی حیثیت دیتے ہوئے علماے اُمت کو نشانہ بناتے رہے ہیں اور اُنہیں منکرِ قرآن قرار دیتے رہے ہیں اور زہر میں بجھی ہوئی ایسی قلمکاری کرتے رہے ہیں کہ ہر سلیم الطبع قاری نے یہ محسوس کیا کہ 'مفکرِ قرآن' صاحب، لسانِ قلم نہیں بلکہ بچھو کا ڈنک رکھتے ہیں اور اس ڈنک کا نشانہ نہ صرف یہ کہ پرویز صاحب کے مخالفین ہی بنے، بلکہ بزمِ طلوعِ اسلام کے افراد میں سے وہ مقربین پرویز بھی بنے جنھوں نے میزان پبلی کیشنز کے معاملات میں ان سے اختلاف کیا اور نتیجتاً میاں عبد الخالق صاحب اور حافظ برکت اللہ وغیرہ یہ کہہ کر سکوت وسکون سے اپنے

④ طلوع اسلام، نومبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۱

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

گھروں میں جا بیٹھے کہ

فلک نے ان کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں ہے روشِ بندہ پروری کیا ہے !

پھر طلوعِ اسلام میں مولوی صاحب موصوف کا یہ نرم ونازک اور ملائم وناعم لب ولہجہ، تندی، تیزی، تلخی اور شدت وغلظت کے اس معیار کے یکسر برعکس ہے جس پر خود پرویز صاحب نے علمائے کرام کو مذہبی پیشوائیت اور ہامانیت جیسی خود ساختہ اصطلاحات کی آڑ میں مطعون کرتے ہوئے طلوعِ اسلام کو 'ادبِ عالیہ کے مقامِ رفیع' پر قائم کیا تھا۔ برگِ گل پر یہ شبنم کا سا لب ولہجہ، طلوعِ اسلام میں دیکھ کر خواہ مخواہ میرے دل میں یہ احساس اُبھر رہا ہے:

مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں!

اور پھر مجھے سب سے زیادہ حیرت تو اس بات پر ہوئی کہ مجھ جیسے ذرۂ ناچیز قرآنی طالب علم کے لیے مولوی ازہر عباس صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ''مجھے اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ پروفیسر صاحب عالم ہیں۔'' اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ اسی طلوعِ اسلام میں کہا جا رہا ہے جس میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ جیسی شہرۂ آفاق شخصیت ـــــ جن کے قلم نے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں جدید تعلیم یافتہ ذہنوں پر سے تہذیبِ مغرب کی برتری کا طلسم توڑا اور بہت سے غیر مسلم ان کی کتب کے مطالعہ کی بدولت حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ـــــ کے بارے میں خود پرویز صاحب نے یہ لکھا تھا کہ

''ہم مودودی صاحب کو نہ دین کا عالم مانتے ہیں نہ کوئی مفکر۔'' ⑤

''یہ صاحب قرآنی حقائق وتصورات کی ابجد تک سے لابلد ہیں۔'' ⑥

یہ ہیں پرویز صاحب کی وہ کوششیں جو وہ ہر حکومت کے ساتھ مل کر وطن عزیز میں رواداری کا ماحول پیدا کرنے کے لیے کرتے رہے ہیں۔

پانچواں نکتہ: مولوی صاحب اپنے پانچویں نکتے میں غالباً محدث کے 'فتنۂ انکارِ حدیث نمبر' کے متعلق یہ شکایت فرماتے ہیں:

---

⑤ طلوعِ اسلام، جون: ۱۹۵۳ء، ص ۶ ⑥ طلوعِ اسلام، مارچ: ۱۹۷۷ء، ص ۳۱

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

''۲۸۰ صفحات پر مشتمل رسالہ میں حدیث پر جامع مضامین تحریر کیے گئے، عربوں کے حافظے کو سراہا گیا جو بالکل غیر متعلقہ عنوان ہے۔''⑦

ایک اور مقام پر پھر یہی شکوہ دہراتے ہیں:

''عربوں کے حافظے کی بڑی تعریف کی گئی کہ ان کے حافظے اس قدر مضبوط تھے کہ اُنہوں نے احادیث نقل کرنے میں بہت کم غلطیاں کیں۔''⑧

معاملہ خواہ تدوین قرآن کا ہو یا تدوین حدیث کا، کتابت سے کہیں زیادہ مؤثر ذریعہ حفظ اور حافظے کے عمل کا ہے۔ پھر نا معلوم عربوں کے قوی حافظہ کا ذکر، غیر متعلقہ عنوان کیسے قرار پا سکتا ہے؟ خود پرویز صاحب کی تحریروں کی روشنی میں قرآن کا 'نسخہ ثانیہ' بذریعہ حافظہ ہی معرضِ کتابت میں آیا تھا، کیونکہ (بقول ان کے) قرآن کا نسخہ اُولیٰ مدینہ منورہ میں 'عجمی سازش' کا نشانہ بن گیا جس کے نتیجہ میں ہر تحریر شدہ مواد ضائع ہو گیا تھا۔ اب اگر عربوں کے قوی حافظہ کا ذکر کوئی 'عیب' اور 'جرم' ہے تو اس کا ارتکاب خود طلوعِ اسلام بھی کر چکا ہے۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیے:

① ''حضرت علیؓ بن ابی طالب بھی اپنے بعد اہل عراق کے قضایا اور فتاویٰ کا بیش بہا ذخیرہ چھوڑ گئے تھے۔ جو لوگوں نے یاد کر لیا اور وہی دستور شمار کر لیا گیا۔''⑨

میں یہاں منکرین حدیث کے سلیم القلب حضرات کے سامنے یہ سوال رکھتا ہوں کہ حضرت علیؓ کے قضایا و فتاویٰ تو ایسی کام کی چیزیں تھیں کہ لوگوں نے اُنہیں یاد کر لیا، لیکن کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ احادیثِ رسولؐ کو قرونِ اُولیٰ کے مسلمان ناکارہ اور نکمّی چیز سمجھتے تھے اس لیے اُنہوں نے یاد کرنے کی بجائے نظر انداز کر دیا؟ کیا واقعی صحابہ کرامؓ کے دلوں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی بھی قدر و قیمت نہ تھی جتنی بعد کے لوگوں میں حضرت علیؓ کی تھی، جن کے قضایا و فتاویٰ تو یادداشتوں کی صورت میں دستوری حیثیت اختیار کر گئے، لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایات، خود صحابہ ہی کے ہاتھوں آئینی حیثیت اختیار نہ کر پائیں؟ خدارا! کبھی تنہائی میں بیٹھ کر اس سوال پر غور کیجئے...... شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات!

② ''...اس کے بعد حماد بن ابی سلیمان آئے جنہوں نے ان (نخعیؒ) کے مجموعہ کو اپنے سینہ میں جمع کیا۔''⑩

⑦ طلوعِ اسلام، نومبر: ۲۰۰۵ء، ص ۲۲
⑧ طلوعِ اسلام، نومبر: ۲۰۰۵ء، ص ۲۳
⑨ طلوعِ اسلام، مارچ: ۱۹۵۴ء، ص ۲۳
⑩ طلوعِ اسلام، مارچ: ۱۹۵۴ء، ص ۲۳

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

③ "ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، قاضی فقیہ عالم، حافظ حدیث تھے۔ حفظِ حدیث میں بہت زیادہ مشہور تھے۔ کسی محدث کے حلقہ میں آکر بیٹھتے، پچاس ساٹھ حدیثیں سنتے پھر وہاں سے اُٹھتے اور وہ حدیثیں اپنے حافظہ سے لوگوں کو لکھوا دیتے۔ بڑے کثیر الحدیث تھے۔"[11]

④ "قتادہؒ بن دعامہ حفظ میں ضرب المثل تھے جو بات سن لی، کبھی نہ بھولے۔ روایتِ حدیث میں کسی شخص سے کبھی یہ نہ کہا کہ دوبارہ فرمائے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ان کی بہت مدح لکھی ہے اور تفسیر اور اختلاف علماء کا عالم اور فقیہ و حافظِ حدیث تسلیم کیا ہے۔ ان کے حافظہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ میں نے ایک بار صحیفہ جابرؓ ان کے سامنے پڑھا، وہ سارے کا سارا ان کو از بر ہوگیا۔"[12]

⑤ "ابو العلامعری، ذہن وذکا اور حافظہ میں اعجوبہ روزگار تھے۔"[13]

⑥ "جودتِ طبع، سیلانِ ذہن اور حفظ و یادداشت کے متعلق نابیناؤں کی داستانیں حیرت انگیز ہیں۔"[14]

عربوں کا حافظہ تو اعجوبہ روزگار تھا ہی، ہمارے برصغیر میں بھی ایسے نابینا حضرات موجود رہے ہیں جو قرآن کے علاوہ ضخیم کتبِ احادیث کو بھی اپنے سینوں میں محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ پرویز صاحب کے اُستاد اسلم جیراجپوری صاحب لکھتے ہیں:

"اس آخری زمانہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے، البتہ جا بجا سے اندھوں کو بھوپال میں جمع کر کے سلف کے دستور کے مطابق قرآن وحدیث یاد کرنے کے کام پر لگایا تھا اور وظائف مقرر کر دیے تھے۔ چنانچہ ان کے عہد میں وہاں اس جماعت کی بڑی تعداد تھی۔ بالعموم یہ لوگ قرآن حفظ کر لیتے تھے جس کا اثر یہ ہوا کہ وہاں اندھوں کو 'حافظ جی' کہنے لگے بعض بلوغ المرام اور مشکوٰۃ از بر کر لیتے تھے اور اس پر ان کو انعامات ملتے تھے۔ چند ایسے بھی تھے جو بخاری، بلکہ صحاحِ ستہ یاد رکھتے تھے، ان میں سے صاحبِ درس بھی تھے جن کی ذہانت اور حافظہ کے متعلق عجیب وغریب روایتیں وہاں مشہور تھیں۔"[15]

چھٹا نکتہ: فاضل درسِ نظامی اور مولوی صاحب موصوف اپنے چھٹے نکتے میں وہ

---

⑪ طلوع اسلام، اپریل: ۱۹۵۴ء، ص ۴۰
⑫ طلوع اسلام، دسمبر: ۱۹۶۰ء، ص ۶۵
⑬ طلوع اسلام، دسمبر: ۱۹۶۰ء، ص ۹۶۹
⑭ طلوع اسلام، دسمبر: ۱۹۶۰ء، ص ۵۹
⑮ طلوع اسلام، نومبر: ۲۰۰۵ء، ص ۲۳

© rasailojaraid.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

چیز پیش کرتے ہیں جسے وہ منکرین حدیث کا اصل موضوع، اصل الاصول اور عروۃ الوثقیٰ قرار دیتے ہیں، وہ اس ضمن میں اپنے دو اقتباسات پیش کرتے ہوئے، اس امر پر شاکی ہیں کہ کسی نے بھی اصل موضوع سے تعرض نہیں کیا۔ ان دونوں اقتباسات میں سے میں صرف ایک اقتباس کو پیش کر رہا ہوں کیونکہ دوسرے اقتباس کا مفہوم بھی اسی میں شامل ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''ہمارے علماء کرام حدیث کو وحی ثابت کرنے کے لیے مضمون تحریر کرنے سے کیوں گریز کرتے ہیں تا حال کسی رسالہ یا کتاب یا 'محدث' میں ایسا مضمون تحریر نہیں کیا گیا جس میں حدیث کو وحی خفی ثابت کیا گیا ہو۔ اس مضمون میں پھر اسی درخواست کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ ہمارے علماء کرام حدیث کے وحی ہونے پر کوئی ایسا جامع ومبسوط مضمون تحریر فرمائیں کہ نام نہاد منکرین حدیث کو اپنے موقف پر دوبارہ غور کرنے کا موقع فراہم ہو۔''(۱۶)

مولوی صاحب موصوف کے اقتباس کو درج کرنے کے بعد اپنے گزشتہ مقالہ میں، میں نے تحریر کیا تھا:

''منکرین حدیث کے 'قرآنی فضائل اخلاق' میں سے ایک بے نظیر وصف یہ ہے کہ اگر آپ ایک مسئلہ کو بیسیوں مرتبہ بھی وضاحت سے بیان کر دیں تو بھی وہ یہی رٹ لگائے جائیں گے کہ ''اب تک کسی نے اس مسئلہ پر روشنی نہیں ڈالی۔ نا معلوم علماء کرام اس مسئلہ کو واضح کرنے سے کیوں گریزاں ہیں۔'' اور پھر جویائے حق بن کر بڑے ہی معصوم انداز میں درخواست کریں گے کہ ''کوئی جامع ومبسوط مضمون تحریر فرمایا جائے۔''

حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر تجاہل عارفانہ سے کام لے کر یہ کہا گیا ہے کہ کسی رسالہ یا کتاب میں وحی خفی کے متعلق دلائل نہیں دیے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا پرستی کا مسلک چھوڑ کر ہوا پرستی اختیار کرنے والے، خودغرض لوگوں کو کہیں بھی کوئی ایسی چیز نہیں ملا کرتی جو ان کے فکر ومزاج کے خلاف ہو۔ مقالہ نگار اگر واقعی اس مسئلہ کی کھوج کرید میں مخلص ہوتے تو ان کی رسائی اس قلمی مناظرے تک ضرور ہو جاتی جو طلوع اسلام کی فکر سے وابستہ ایک فرد ڈاکٹر عبدالودود صاحب اور مولانا مودودیؒ کے درمیان واقع ہوا تھا اور جس کی پوری روداد ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۶۱ء میں اور پھر بعد ازاں 'سنت کی آئینی حیثیت' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئی تھی۔ اس قلمی مناظرہ میں، منکرین حدیث کے جملہ دلائل کا (بالخصوص وحی خفی کے اعتراضات کا) ایسا مسکت، اطمینان بخش اور ایمان افروز جواب دیا گیا تھا (اور ہے) جو بہت

(۱۶) طلوع اسلام، دسمبر: ۱۹۶۰ء، ص: ۶۰

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سی بھٹکتی ہوئی شخصیتوں کے لیے باعثِ ہدایت ثابت ہوا تھا (اور ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا مودودیؒ کے پر زور استدلال کی اثر آفرینی سے اپنے قارئین کو بچائے رکھنے کی غرض سے طلوعِ اسلام اس دو طرفہ قلمی مراسلت کو اپنے صفحات میں شائع کرنے کی جرأت نہ کر سکا، حالانکہ اس سے قبل وہ (ڈاکٹر عبدالودود) وعدہ کر چکا تھا کہ اس پوری دو طرفہ خط وکتابت کو شائع کیا جائے گا۔ نیز اس کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ ''جواب نہیں ملا'' کی رٹ لگانا جملہ منکرین حدیث کی عام روش ہے۔''(۱۷)

خدائے علیم وخبیر شاہد ہے کہ میرا اقتباس یہیں تک تھا، لیکن اس کے متصل بعد مدیر 'محدث' نے میرے علم واطلاع کے بغیر، اپنی طرف سے مندرجہ ذیل پیراگراف کا اضافہ کر دیا:

''جہاں تک ماہنامہ 'محدث' یا دیگر دینی جرائد کا تعلق ہے تو ان میں بھی حدیث کے وحی ہونے کے بارے میں بیسیوں مضامین شائع کیے جاتے رہے ہیں جس پر محدث کے فتنہ انکارِ حدیث میں اس موضوع پر شائع ہونے والے ۷۰۰ کے لگ بھگ مقالات کی فہرست شاہد ہے۔ بطورِ خاص اس عنوان پر کہ 'حدیث وحی ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔' محدث میں اکتوبر ۱۹۹۵ء (ج ۲۷/ عدد ۱) میں دو طویل مقالات جناب غازی عزیر مبارکپوری کے قلم سے شائع ہو چکے ہیں۔''(۱۸)

اس الحاقی پیرگراف کا علم مجھے اس وقت ہوا جب کہ یہ پورا مقالہ محدث میں چھپ کر مجھے پہنچا، تب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ کاش! مدیرِ محدث نے یہ اقتباس بصورتِ حاشیہ اپنی طرف سے یا ادارۂ محدث کی طرف سے شائع کیا ہوتا☆ اور اسے میری عبارت میں ضم کر کے پیش نہ کیا ہوتا اور اس پر مولوی از ہر عباس کو موقع اعتراض نہ دیا ہوتا۔

---

(۱۷) محدث، اگست، ص ۳۱ تا ۳۲ (۱۸) محدث، اگست، ص ۳۲

☆ فاضل مقالہ نگار پروفیسر محمد دین قاسمی جیسا کہ گذشتہ صفحہ میں منکرین حدیث کے اس وصف کا تذکرہ کر چکے ہیں کہ ایک بات کو متعدد بار ثابت کیا جائے، اس کے باوجود یہ حضرات معصوم بن کر یہ تقاضا پھر سے داغ دیتے ہیں کہ آج تک اس موضوع پر کچھ نہیں لکھا گیا۔ حسن اتفاق سے اسی مضمون میں جناب خواجہ از ہر عباس نے نشاندہی کے باوجود اسی طرح کی صریح غلط بیانی کا ارتکاب پھر کیا ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ اس زیادتی کے بعد دشنام طرازی کا ایک سلسلہ بھی کھول دیا ہے۔ ہم بدکلامی کے جواب میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کی طرف سے فرشتہ کے جواب والی سنتِ صدیقیؓ کو زندہ کرتے ہوئے اور ظلم کے خلاف آوازۂ احتجاج بلند کرنے کے حق کو استعمال کرنے سے بھی گریز کرتے ہیں اور صرف بعض حقائق کے بیان تک محدود رہتے ہیں: باقی آگے

© rasailojaraid.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ساتواں نکتہ: مولوی ازہر عباس صاحب کی طرف سے اسی اضافی پیراگراف پر 'میری گوشمالی' ان کا ساتواں نکتہ ہے۔ فرماتے ہیں:

''جہاں تک جناب قاسمی صاحب نے انکارِ حدیث میں اس موضوع پر شائع ہونے والے ۷۰۰ کے لگ بھگ مقالات کی فہرست کے متعلق تحریر فرمایا ہے تو نہایت حیرت واستعجاب کی بات ہے کہ ان ۷۰۰ مقالات میں سے ایک مقالہ بھی 'حدیث وحی ہے' کے موضوع پر نہیں ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ قاسمی صاحب جیسے لوگ کیسے اس درجہ علمی بددیانتی کا ارتکاب کر دیتے ہیں اور کس طرح قارئین کو مغالطہ دیتے ہیں۔ وہ فہرست طبع شدہ ہے۔ ہر شخص وہ پڑھ

گزشتہ: خواجہ ازہر عباس کا یہ کہنا کہ فتنہ انکارِ حدیث نمبر میں شائع ہونے والی فہرست میں ایک مضمون بھی 'حدیث وحی ہے' کے موضوع پر موجود نہیں، صریح غلط بیانی اور علمی بددیانتی ہے۔ جبکہ وہاں انکارِ حدیث کے ردّ میں مضامین کی طویل فہرست میں حدیث کے وحی ہونے کا ایک مستقل عنوان قائم کر کے اس کے تحت کئی مضامین کی فہرست شائع کی گئی ہے، جن میں جید اہل علم اور شیوخ الحدیث کے مضامین بھی شامل ہیں، مثلاً

- مولانا ثناء اللہ امرتسری کا مقالہ بعنوان 'حدیث منزل من اللہ ہے!'
- مولانا محمد محدث گوندلوی کا مقالہ بعنوان 'اقسامِ وحی'
- مولانا عبدالغفار حسن کا مقالہ: 'وحی، نبوت، سنت اور حدیث'
- سابق مدیر 'محدث' مولانا اکرام اللہ ساجد کا ۴ قسطوں پر محیط طویل مقالہ 'حدیثِ رسول ؐ وحی ہے!'
- غازی عزیر مبارکپوری کا مقالہ 'حدیثِ نبوی وحی اور اس کا منکر کافر ہے!'

یہ فہرست فتنہ انکارِ حدیث نمبر میں اسی 'مطلوبہ' عنوان کے تحت شائع شدہ موجود ہے، دیکھیں صفحہ ۲۶۲

موصوف تنقید کرنے اور کئی صفحات سیاہ کرنے کے لئے تو آمادہ ہیں، انہیں معصومیت بھرا مطالبہ دہرانا تو یاد ہے لیکن ہمارے ذکر کردہ صفحات اور مضامین کی طرف رجوع کرنے کی معمولی زحمت انہیں گوارا نہیں۔ اس کے بعد ان کے یہ الزامات اور اتہامات کس کی طرف لوٹتے ہیں۔ اس کا فیصلہ قارئین خود ہی فرمائیں!

راقم نے غازی عزیر صاحب کے تفصیلی مضمون کی طرف بھی پیرگراف میں اشارہ کیا تھا، اس کے بارے میں خواجہ صاحب نے معذرت کی ہے کہ وہ ان کے علم میں نہیں، لیکن آپ پھر بھی اس کے مطالعہ کرنے کو آمادہ نہیں، نئے مضامین لکھنے کی معصومانہ طلب پر ہی قائم ودائم ہیں۔

جہاں تک مضمون میں اس پیراگراف کے اضافے کا تعلق ہے تو چونکہ قاسمی صاحب کے سابقہ مضمون میں منکرین حدیث کے اس مطالبے کے جواب میں صرف مودودی صاحب کی کتاب کا تذکرہ کیا تھا۔ راقم نے معلومات میں اضافے کے لئے ان چند سطور کا اضافہ مناسب خیال کیا جس کا واحد مقصد قارئین محدث کی معلومات کی تکمیل اور فائدہ کا اکمال تھا جو ظاہر ہے کہ ادارتی منصب کا ہی تقاضا ہے۔ (حسن مدنی)

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے اس علمی بد دیانتی (Intellectual Dishonesty) کی تصدیق کرسکتا ہے۔" [۱۹]

بہر حال فاضل درسِ نظامی نے جس علمی بد دیانتی کا مجھے مرتکب قرار دیا ہے، الحمد للہ اللہ کے نزدیک میرا دامن اس سے پاک ہے۔ واللہ علیٰ ما أقول شهيد، لیکن میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر آپ ایک نظر 'مفکرِ قرآن' جناب چوہدری غلام احمد پرویز کی ان بد دیانتیوں پر بھی ڈال لیتے جن کا ریکارڈ طلوعِ اسلام کے صفحات میں محفوظ ہے تو آپ اس سے کہیں زیادہ حیرت کا اظہار فرماتے جتنا آپ نے میری 'بد دیانتیوں' اور 'مغالطہ آرائیوں' پر کیا ہے (بشرطیکہ آپ انصاف سے کام لیں)۔ تاہم فی الحال میں ان بد دیانتیوں سے صرفِ نظر کرتا ہوں، اگر آپ کی طرف سے حکم ہوا تو میں تعمیل ارشاد میں کوتاہی نہیں کروں گا۔

آٹھواں نکتہ: مولوی ازہر عباس صاحب کا آٹھواں نکتہ منکرین حدیث کے 'اصل الاصول' اور 'عروۃ الوثقی' یعنی یہ کہ 'حدیث وحی غیر متلو ہے' کی بابت ہے جس کا حوالہ میں نے ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۶۱ء اور 'سنت کی آئینی حیثیت' قرار دیا تھا۔ اس پر وہ فرماتے ہیں:

"میرے بزرگ دوست جناب پروفیسر قاسمی صاحب نے ایک تو جناب مولانا مودودیؒ اور ڈاکٹر عبدالودود صاحب کے قلمی مباحثہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اس وقت وہ رسالہ میرے پاس نہیں ہے۔ عرصہ ہوا پڑھا تھا، لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے، اس مباحثہ کا موضوع 'سنت کی آئینی حیثیت' تھا۔ اس سارے مباحثہ میں ایک لفظ بھی 'حدیث وحی ہے' کے موضوع پر نہیں ہے۔" [۲۰]

میں یہ نہیں کہتا کہ یہ کچھ کہتے ہوئے مولوی صاحب موصوف بد دیانتی سے کام لے رہے ہیں، کیونکہ جس چیز کو عرصۂ دراز قبل پڑھ کر آج اس کے متعلق خلافِ حقیقت بات کررہے ہیں تو یہ ان کے ذہول ونسیان کا نتیجہ ہے۔ اس میں مولانا مرحوم نے ڈاکٹر عبدالودود صاحب کے جملہ سوالات واعتراضات کا وافی کافی شافی جواب دیا ہے اور منکرین حدیث کے اس نظریہ کی تغلیط کی تھی کہ "وحی صرف قرآن ہی میں ہے اور خارج از قرآن وحی کا کہیں وجود نہیں ہے۔"

میں آپ سے مستفسر ہوں کہ چوالیس سال پہلے کا ترجمان القرآن آپ کے لیے عسیر الحصول ہے تو بازار سے آپ کو 'سنت کی آئینی حیثیت' بھی نہیں مل سکتی؟ اس کتاب میں آپ کے عروۃ الوثقی اور اصل الاصول موضوع پر اطمینان بخش بحث موجود ہے۔ اگر آپ پوری کتاب نہیں پڑھ سکتے تو مندرجہ ذیل عنوانات ہی غور سے مطالعہ فرمالیجئے:

---

۱۹ طلوع اسلام، نومبر: ۲۰۰۵ء، ص: ۲۵
۲۰ طلوع اسلام، نومبر: ۲۰۰۵ء، ص: ۲۵

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

① کیا حضور پر قرآن کے علاوہ بھی وحی آتی تھی؟ ② ما أنزل الله سے کیا مراد ہے؟ صرف قرآنی وحی یا خارج از قرآن وحی بھی؟ ③ وحی سے مراد کیا چیز ہے؟ ④ حضورؐ صرف شارحِ قرآن ہی ہیں یا شارع بھی؟ ⑤ از روئے قرآن وحی کی اقسام کیا ہیں؟ ⑥ کیا وحی غیر متلو بھی جبریل ہی لاتے تھے؟ ⑦ وحی غیر متلو پر ایمان، ایمان بالرسول کا جز ہے۔ ⑧ کیا وحی خواب کی صورت میں بھی ہوتی ہے؟ ⑨ وحی بلا الفاظ کی حقیقت ونوعیت ⑩ وحی متلو اور غیر متلو کا فرق ⑪ نبی کی اصل حیثیت از روئے قرآن ⑫ کیا وحی صرف قرآن تک ہی محدود ہے؟ ⑬ کیا قابل اعتماد صرف لکھی ہوئی چیز ہی ہوتی ہے؟ ⑭ کیا احادیث اڑھائی سو سال تک گوشہ خمول میں پڑی رہیں؟ ⑮ کیا حافظہ سے نقل کی ہوئی روایات نا قابل اعتماد ہیں؟ ⑯ احادیث کے محفوظ رہنے کی اصل علت ⑰ صحتِ احادیث کا اہم ثبوت

ان عنوانات میں سے کچھ وہ ہیں جو مباحثہ ومناظرہ سے متعلق ہیں اور کچھ وہ ہیں جو جسٹس ایس اے رحمٰن کے ایک غلط فیصلے پر مولانا کی تنقید سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ ہر وہ شخص جو مسلکِ انکارِ حدیث کے حق میں تعصب اور ضد سے بالاتر ہوتے ہوئے اور خوفِ خدا کے زیر سایہ طالبِ ہدایت بنتے ہوئے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا، وہ حق کو قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

نواں نکتہ: اپنے نکتہ نہم میں مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:

> ''اڑھائی سو سال تک جو الفاظ پشت در پشت اور نسلاً بعد نسل ایک زبان سے دوسری، دوسری سے تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی زبان تک منتقل ہوتے آرہے ہوں، ان کا اپنی اصلی شکل میں موجود رہنا بالکل ناممکن ہے۔''[۲۱]

طلوعِ اسلام کی فائل میں یہ اعتراف کر لینے کے بعد بھی کہ — عربوں میں حافظہ ویادداشت کی قوت حیرت انگیز حد تک مضبوط تھی (جس کا ذکر پانچویں نکتے پر بحث میں کیا جا چکا ہے) یہاں تک کہ حضرت علیؓ کے قضایا وفتاویٰ کو لوگوں نے از بر کر کر کے دستوری حیثیت عطا کی اور ایسے بلا کا حافظہ رکھنے والے محدثین کا وجود تسلیم کر لینے کے باوجود بھی جو ایک مجلس میں پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ احادیث سننے کے بعد، بغیر کسی لکھا پڑھی کے، اُنہیں دوسری مجلس

㉑ طلوعِ اسلام، نومبر ۲۰۰۵ء، ص:۲۶

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں املا کروادیا کرتے تھے اور اس اُعجوبہ روزگار حافظہ کو مان لینے کے بعد بھی کہ صحیفہ جابر کو محض ایک بار سنا اور ذہن نشین ہوگیا ـــــ یہ کہنا کہ یکے بعد دیگرے چھ راویوں کے ذریعہ پہنچائی جانے والی بات کا (خواہ وہ رسولؐ ہی کی بات کیوں نہ ہو) اپنی اصل شکل میں محفوظ رہنا ناممکن ہے۔ درحقیقت نہ ماننے کے لیے بے جا ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ ہے۔

مزید برآں یہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی از حد غیر معمولی شخصیت کے بارے میں صحابہ کرامؓ کی عقیدت ومحبت کے ساتھ وابستگی کا بھی انتہائی پست اور گھٹیا اندازہ ہے، جو اپنی آنکھوں سے خود یہ مبارک انقلاب دیکھ رہے تھے کہ آپ کی قیادت میں وہ لوگ پستیوں کی کن اتھاہ گہرائیوں سے نکل کر شائستگی وپاکبازی کی کن رفعتوں پر پہنچ گئے تھے اور آپؐ کے دامن نبوت کے ساتھ وابستگی نے اُنہیں کس طرح ہرنوع کی عداوتوں کے جہنم سے بچالیا اور ایمان کی بنیاد پر اُنہیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ایک ایسی اُمت میں تبدیل کر دیا جس نے چند ہی سالوں میں وقت کی دو بڑی طاقتوں کے غرور کو خاک میں ملا دیا اور تقریباً اَسّی سال کی قلیل مدت میں ایک چوتھائی رقبہ زمین پر حق و صداقت اور عدل وانصاف کے جھنڈے گاڑ دیے۔ ایسی رفیع الشان اور بلند پایہ ہستی کے بارے میں یہ تاثر اچھالتے رہنا، منصبِ رسالت کی انتہائی تحقیر وتوہین ہے کہ آپؐ بس ایک عام سے فرد بشر تھے، جس کے فوت ہونے کے بعد یونہی کبھی کبھار فرصت کے اوقات میں دل کے بہلانے کے لیے صحابہ کرامؓ اپنی گفتگوؤں کے درمیان آپؐ کا تذکرہ بالکل اسی طرح چھیڑ دیا کرتے تھے جس طرح ہمارے ہاں کسی فوت شدہ بزرگ خاندان کا ذکر چھڑ جایا کرتا ہے:

> ''رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہؓ چونکہ اپنی محبوب ترین شخصیت سے محروم ہو گئے تھے، اس لیے فرصت کے اوقات میں دو چار جب مل کر بیٹھتے تو آپ کے زمانے کے تذکرے درمیان میں لاکر آپؐ کی یاد تازہ کرتے۔''[۴۲]

پھر جس بات کو 'فاضل درسِ نظامی' ناممکن قرار دے رہے ہیں وہ عقلاً بالکل ممکن ہے۔ آج اگر خود پرویز صاحب زندہ ہوتے اور کسی کو یہ فرض سونپتے کہ وہ ان کی بات کو خود انہی کے الفاظ میں یا اس کے اصل معانی کو تبدیل کیے بغیر اپنے الفاظ میں دوسرے شخص تک پہنچا دے

۴۲ مقام حدیث، ص ۵۱

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور دوسرا تیسرے کو اور تیسرا چوتھے کو اور چوتھا پانچویں کو اور پانچواں چھٹے کو پہنچا دے تو وہ ان اصحابِ ستہ کو ایک ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے تو یقیناً دنیا کی اس حقیر سی منفعت کی خاطر ہر شخص بلا کم وکاست قولِ پرویز کو آگے منتقل کرنے کی کوشش کرے گا (بلکہ عجب نہیں کہ اس انعام کو پانے کی خاطر جملہ پیروانِ پرویز اس سلسلۂ رواۃ میں جگہ پانے کی کوشش کریں) لیکن ان صحابہ کرام کے متعلق ــــ جو رسول اللہ ﷺ کو کائنات کی افضل ترین ہستی باور کرتے تھے اور جن کے دہن مبارک سے نکلنے والی ہر بات کو وہ سراپا حق مانتے تھے اور جن کے فرمودات ومعمولات کی پیروی کو دنیا وما فیہا سے قیمتی تسلیم کرتے تھے اور دنیا وآخرت میں کامیابی اور سرفرازی کی ضمانت قرار دیتے تھے ــــ صحابہؓ اور ان کے ابناء واحفاد اور طلبہ وتلامذہ (تابعین وتبع تابعین) کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ آپ کے فرامین وافعال اور اقوال واعمال کو اہمیت نہیں دیتے تھے اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کو اگلی نسلوں تک بلا کم وکاست پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے، فلہٰذا وہ لا اُبالی پن اور سہل انگاری کا شکار تھے، بس یونہی احیاناً لمحاتِ فرصت میں دل بہلاوے کے طور پر ان کا ذکر کر لینے کے سوا ان کی باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے، یہ سوچنا خود حضورِ اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ اور بعد کے محبانِ رسول کے خلاف، انتہائی گھٹیا درجے کی بد گمانی ہے۔

مزید برآں یہاں یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ احادیث کی روایت پر یہی اعتراض جسٹس ایس اے رحمٰن نے بھی اُٹھایا تھا۔ مولانا مودودیؒ نے اس کا بھی تفصیلی جواب 'سنت کی آئینی حیثیت' میں دیا ہے۔ اب مصیبت یہ ہے کہ ہمارے فاضل درس نظامی مولوی صاحب آج سے عرصۂ دراز پہلے کے پڑھے ہوئے قلمی مباحثہ ومناظرہ کے محتویات کو یاد نہیں رکھتے اور پھر اس کے بارے میں یہ غلط خلاصہ بیان کرتے ہیں کہ 'اس کا موضوع صرف سنت کی آئینی حیثیت تھا' اور پھر بڑے دھڑلے سے یہ کہتے ہیں کہ "ــــ اس سارے مباحثہ میں ایک لفظ بھی 'حدیث وحی ہے' کے بارے میں نہیں" ــــ حالانکہ میں آٹھویں نکتہ کے ضمن میں، ان سترہ عنوانات کو پیش کر چکا ہوں جن میں وحی (اور بالخصوص وحی غیر متلو) کے بارے میں مولانا مرحوم نے مسکت دلائل دیے تھے۔ اب رہا مدیر 'محدث' کے اضافی پیراگراف میں غازی عزیر مبارکپوری کے مقالہ کا حوالہ تو اس کے متعلق مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ 'وہ میری نظر سے نہیں

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

گزرا، مگر ان ناکافی معلومات کے باوجود وہ بڑی بلند آہنگی سے دعویٰ یہ فرماتے ہیں:

''اصل موضوع جو سب (نام نہاد) منکرین حدیث کا اصل الاصول اور عروۃ الوثقی ہے کہ ''حدیث وحی نہیں ہے اور وحی صرف قرآن میں ہے'' اس موضوع پر کچھ تحریر کرنے سے ہمارے علمائے کرام ہمیشہ بچتے رہے اور اجتناب کرتے رہے ہیں۔''(۴۳)

دسواں نکتہ: اپنے دسویں نکتہ میں مولوی صاحب موصوف اپنے 'عروۃ الوثقیٰ' موضوع پر مولانا مودودیؒ کی پہلے سے شائع شدہ تحریروں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے (اور جناب غازی عزیر مبارکپوری کے اسی موضوع پر موجود مقالے کو نہ جانتے ہوئے) بایں الفاظ چیلنج دیتے ہیں:

''میں اپنی تمام تر عاجزی، تواضع، انکساری اور فروتنی کے باوجود اپنے بزرگ بھائی جناب پروفیسر (مولوی) محمد دین قاسمی اور ان کی معرفت تمام علماء اسلام کو تحدی (Challange) کرتا ہوں کہ وہ اس موضوع پر کوئی جامع و مبسوط مضمون تحریر فرمائیں۔ وإن لم تفعلوا ولن تفعلوا''(۴۴)

اب اس 'فاضل درسِ نظامی' مولوی صاحب کو یہ کون سمجھائے کہ خدائی لب ولہجہ میں دیے جانے والے اس چیلنج سے بہت پہلے سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ 'جامع و مبسوط مضمون' کیا بلکہ منکرین حدیث کے جملہ اعتراضات واشکالات کا مفصل جواب 'ترجمان القرآن' ستمبر ۱۹۶۱ء کے شمارہ میں اور 'سنت کی آئینی حیثیت' نامی کتاب کے ۳۹۲ صفحات پر پیش کر چکے ہیں۔ چونکہ اس قلمی مباحثہ نے منکرین حدیث کے غبارۂ استدلال کی ساری ہوا نکال دی تھیں، اس لیے اپنے حلقہ کے لوگوں میں اس غبارے کو ہوا سے بھرا ہوا ظاہر کرنے کے لیے بار بار یہ لوگ اپنے اس پراپیگنڈے کو دہراتے چلے جاتے ہیں کہ ''علماء کرام اس موضوع پر لکھنے سے ہمیشہ گریز کرتے ہیں۔'' تاکہ طلوعِ اسلام کے قارئین کو اپنے اس یک طرفہ یلغاری پراپیگنڈہ کے خول میں بند رکھا جائے اور ان تک اپنے مخالفین کے روشن موقف کی کوئی کرن نہ پہنچنے پائے، اسی لیے اس پورے قلمی مباحثہ کو من وعن طلوعِ اسلام میں شائع نہیں کیا گیا (حالانکہ منکرین حدیث کے مُباحِث ڈاکٹر عبد الودود صاحب اس کی اشاعت کا وعدہ کر چکے تھے) تاکہ طلوعِ اسلام کے

(۴۴) طلوعِ اسلام، نومبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۷

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مُحتظر کی بھیڑیں ﴿يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ﴾ کا مصداق بنتے ہوئے صرف اپنے حلقہ ہی کی دعا وندا سنتی رہیں۔

اگر طلوعِ اسلام اس وقت (یعنی دورانِ مباحثہ ومناظرہ) دو طرفہ خط وکتابت کو شائع کرنے کی جراءت نہیں کرسکا تو آج وہ یہ جراءت کیسے کرسکتا ہے؟ پھر وابستگانِ طلوعِ اسلام اور اس کے کار پردازوں کے اخلاق وکردار سے یہ توقع بھی نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے مخالف کے موقف کو بلاکم وکاست، صحت ودیانتداری کے ساتھ اپنے رسالہ میں شائع کریں گے جیسا کہ ماضی کا تجربہ اس پر شاہد ہے۔

ہاں اگر وہ طلوعِ اسلام میں دو طرفہ مباحث کو بغیر قطع وبرید کے صحیح صحیح شائع کرنے کی یقین دہانی (طلوعِ اسلام ہی میں) کرادیں تو مولوی صاحب کے چیلنج کو قبول کیا جاسکتا ہے اور پھر ان شاء اللہ تعالیٰ پرویز صاحب ہی کی تحریروں سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ

① وحی صرف قرآن ہی میں منحصر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے علاوہ بھی وحی کی جاتی تھی جس کی مختلف صورتیں تھیں۔

② پرویز صاحب اپنے دورِ ماضی میں کس طرح کتاب وسنت یا قرآن وحدیث کو سرچشمہ ہدایت اور اَدلہ شرعیہ مانا کرتے تھے اور اس نقطہ نظر کی حمایت میں خود منکرین حدیث کی تردید میں مضامین ومقالات لکھا کرتے تھے۔

③ پھر کس طرح وہ اپنے ان نظریات سے دست بردار ہوتے چلے گئے جو اُمتِ مسلمہ کے علماءِ سلف وخلف کی ہم نوائی میں مصلحت یا منافقت کا لبادہ اوڑھ کر پیش کیا کرتے تھے اور کس طرح پینترا بدلتے ہوئے وہ نظریات ظاہر کرتے چلے گئے جنہیں وہ اپنے قلب وذہن میں مستور ومخفی رکھا کرتے تھے۔

④ کس طرح وہ 'محاورۂ عرب' کے نام پر الفاظِ قرآن میں 'معانیٔ عجم' پیدا کیا کرتے تھے۔

⑤ کس طرح وہ تصریفِ آیات کی آڑ میں (معنی ومفہوم کے اعتبار سے) تحریفِ آیات کیا کرتے تھے۔

⑥ اور کسی طرح وہ قواعدِ زبان (اُصولِ صرف ونحو) کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے قرآنی آیات میں معنوی تحریف کیا کرتے تھے۔

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

⑦ اور کس طرح وہ اپنے مخالف کے معقول اور صحت مند اعتراض سے بچنے کے محرک کے تحت وہ خود بدلنے کی بجائے مفہومِ آیت ہی کو تغیر کی بھینٹ چڑھا دیا کرتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ دعویٰ بھی کیا کرتے تھے:

''میرا ہمیشہ یہ انداز رہا ہے کہ میں پہلے سے کوئی خیال قائم کر کے قرآن کے اندر نہیں جاتا میں ایک سوال کو سامنے رکھتا اور خالی الذہن ہو کر کوشش کرتا ہوں کہ مجھے قرآن سے اس کا کوئی حل مل جائے۔''(۲۴)

⑧ اور کس طرح اپنے ہر بدلتے ہوئے مفہوم کے ساتھ وہ نہ صرف تفسیری موقف کو بلکہ ترجمہ آیت کو بھی بدل ڈالا کرتے تھے۔

اور آخر میں : اور مضمون کے آخر میں مولوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

''آخر میں، میں پروفیسر قاسمی صاحب کو اپنا بھائی سمجھ کر یہ درخواست کروں گا کہ انہوں نے جو ① خدا پرستی کا مسلک چھوڑنے والا ② ہوا پرست ③ خود غرض ④ پرکار ⑤ ضدی اور ہٹ دھرم کے الفاظ میرے متعلق تحریر فرمائے ہیں، بہتر ہو گا کہ آئندہ اس سے اجتناب فرمائیں کیونکہ مسلمان کا کیا کام کہ کسی دوسرے کا دل دکھائے۔''(۲۵)

میں عرض کیے دیتا ہوں کہ 'فاضل درسِ نظامی' مولوی ازہر عباسؔ کا نام لے کر میں نے کہیں یہ الفاظ استعمال نہیں کیے ہیں، عمومی انداز میں بغیر کسی کا نام لیے یہ الفاظ میرے مقالہ میں مستعمل ہوئے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح قرآن میں نام لیے بغیر جامع اُسلوب میں لعنة الله علىٰ الكـٰذبين یا إن الله لا يحب الظّٰلمين کے الفاظ آئے ہیں۔ میں نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں، اگر مولوی صاحب واقعتاً اس کا مصداق ہیں تو اُنہیں اپنی اصلاح فرمانی چاہیے، اگر وہ ان کا مصداق نہیں ہیں تو پھر اُنہیں خواہ مخواہ ان الفاظ کو اپنے اوپر چسپاں نہیں کرنا چاہیے۔

میں خود مولوی صاحب محترم سے درخواست گزار ہوں کہ ایک نظر جناب پرویز صاحب کی ان نگارشات پر بھی ڈال لیں جو اُنہوں نے علماء اُمت کے خلاف بالعموم اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے خلاف بالخصوص لکھی تھیں۔ اس سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ 'مسلمان کا کیا کام کہ کسی دوسرے کا دل دکھائے' ...... پر وہ کس حد تک عمل پیرا رہے ہیں۔ ▣

---

(۲۴) ...... (۲۵) طلوعِ اسلام، نومبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۷

© rasailojaraid.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ